از میجر ریٹائرڈ امیر افضل خان

حضرت علیؓ اور فنِ سپہ گری

اللہ کرے تجھ کو عطا فقیر کی تلوار
قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن
یا خالدؓ جانباز ہے یا حیدرِ کرارؓ

حضرت علی کرم اللہ وجہ کے سپاہیانہ شان پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں اور لکھی جائیں گی۔ کہ شیرِ خدا کا لقب ایسا ہے جس کو معنی میں بند نہیں کیا جا سکتا۔ بات تو ساری حضور پاک ؐ کی نگاہ کی تھی۔ ورنہ جو کچھ جنگوں میں جناب علی المرتضیٰ نے کیا یا وہ کر سکتے تھے اس کو بیان کرنے کی قوت کسی قلم کو نہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو قوت دی، آج بھی ہر مسلمان مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ سے اس قسم کی ہمت یا قوت کی گذارش کرتا ہے۔ جو لوگ آپ کے نام کو اونچی آوازیں پکارتے ہیں۔ وہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ سے ایسی طاقت مانگ رہے ہوتے ہیں اور ایسی طاقت سے اپنے دل کو مضبوط کرنے کی یہ ایک سعی ہوتی ہے۔

ہم یہاں شرک کے مسئلے کی تفصیل میں نہ جائیں گے کہ یہ ایک بہت مشکل مسئلہ ہے کہ بعض کے مطابق یہ کہہ دینا بھی شرک ہے کہ میں نے فلاں کام کیا۔ کہ دراصل سب کچھ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی کرتا ہے۔ اور ہمارے آقا حضور پاک محمد مصطفےٰ ؐ ہر جنگ کے بعد ساری کامیابی کے لئے کیلئے اللہ ہی کا نام لیتے تھے۔ اور نہ ہی ہم اس چکر میں پڑیں گے کہ کون زندہ ہے اور کون مردہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جاہل کو قرآن پاک میں مردہ کہا لیکن روح زندہ ہے اور اسے بقا بھی ہے۔ اور دوام بھی۔ کہ حضور پاک ؐ کا فرمان ہے کہ موت کے بعد مومن کی طاقتیں ستر گنا بڑھ جاتی ہیں۔ بے شک یہ عالم امر یا برزخ میں ہوتا ہوگا۔ لیکن اس دنیا کی تو کچھ حقیقت نہیں۔ اس عالم خلق یا کائنات میں یہ دنیا ایک تنکے کی حیثیت رکھتی ہے۔

چنانچہ پہلے تین خلفائے راشدین کی فوجی حکمت عملی بیان کرنے ہمارے سامنے ایک مقصد یہ ہ کہ واضح کہیں کہ سارے رفقا اور خاص کر چار یار اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم کی عظیم مثالیں تھیں۔ لیکن ان سے کافی حد تک اپنی روشن ضمیری یا تصرف پر پردے ڈالے ہوئے تھے۔ اور حضور پاک ؐ کے زمانے کی جنگوں تینوں اصحابِ ثلاثہ نے ہر جنگ میں ایک مجاہد کے طور پر کام کیا۔ لیکن حضرت علیؓ نے اس زمانے میں اشداء الکفا

کی مثال قائم کی کہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک مشکل کام سرانجام دینا تھا جس میں اصحابِ ثلاثہ کی طرح فتوحات یا حکمت عملی کم تھی بلکہ اسلام کے مرکز کو سہارا دینا تھا۔

چنانچہ حضرت علیؓ نے ان عسکری اور فوجی اوصاف کا مظاہرہ حضور پاکؐ کے زمانہ میں کر دیا تھا۔ جنگ بدر میں بے شک اسلام کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے۔ لیکن جب مدینہ شریف سے کوچ کیا گیا تو حضور پاکؐ کے آگے آگے حضرت علیؓ اور حضرت سعد بن معاذ دو الگ الگ سیاہ جھنڈے اٹھائے ہوئے چل رہے تھے حضرت علیؓ کا جھنڈا العقاب کے نام سے موسوم ہوا بعد میں جب جنگ بدر کی صف بندی ہوئی تو حضرت علیؓ جھپٹ کر حملہ کرنے والے دستے کے کمانڈر بھی تھے۔ پہلی مبارزت میں ولید بن عتبہ کو قتل کرنے کے بعد جب کفار کی یورش تھم گئی تو حضرت علیؓ نے جھپٹنے والے دستوں کی کمانڈ کر کے دشمن کو تہس نہس کر دیا۔ اور خود اپنے ہاتھ سے سعید بن العاص، عقبہ بن ابی معیط، عامر بن عبداللہ، تیمہ بن عدی، نوفل بن خویلد، النضر بن الحارث، اور معاویہ بن عامر کو قتل کیا۔

حضرت علیؓ کا یہ جھنڈا اتنا مشہور ہوا کہ یہی جھنڈا خلیفہ اول نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو عطا فرمایا۔ اور حضرت خالدؓ جب عراق کی فتوحات کے بعد ملک شام میں سپہ سالار اعظم بن کر گئے اور پہلی دفعہ دور سے دمشق کے سامنے سے گذرے۔ اور جہاں پر تھوڑے عرصہ کے لئے ٹھہر گئے اور یہ جھنڈا بھی گاڑ دیا۔ یہ مقام آج بھی سفیات العقاب کے نام سے موسوم ہے۔

جنگ احد میں پہلی ہی جھپٹ میں حضرت علیؓ نے قریش کے علمبردار طلحہ بن عبداللہ کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے یکے بعد دیگرے عبداللہ بن حمید، الاقاس بن شریق اور ابو امیہ بن ابو حذیفہ کو قتل کر دیا۔ بعد میں جنگ مڈبھیڑ کی صورت اختیار کر گئی۔ اور بے شک حضرت علیؓ اور حضرت ابو دجانہؓ کی تلوار سے اس دن کافروں کے دشتوں کے پشتے لگا دئے کہ کفار ایک دفعہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ دشمن کے جوابی حملے کے دوران جب حضور پاکؐ نے جو پہاڑ کے دامن میں دوسری صف بندی اختیار کی وہاں پر بھی حضرت علیؓ کی تلوار نے دشمن کو تہس نہس کر دیا۔

جنگ خندق میں عرب اور قریش کے مشہور پہلوان عمر بن عبدو جو جنگ کی حسرت کو اٹھائے دن بدن بوڑھا ہو رہا ہے اس کا حضرت علیؓ کی تلوار نے کام تمام کر دیا۔ اس کے علاوہ جنگ خیبر تو عام طور پر حضرت علیؓ کی جنگ، اور حضرت علیؓ کا قلعہ کے دروازہ کو اکھاڑ دینے کی وجہ سے، جنگ ہی حضرت علی کی مانی جاتی ہے۔ بے شک حضور پاکؐ اس جنگ میں مجاہدین کو قلعہ سر کرنے کی تربیت دے رہے تھے۔ کہ یہ تربیت بعد میں انبار، جلولہ، مدائن، دومۃ الجندل، سکندریہ، فرما اور باب الیون کی جنگوں میں بڑی کام آئی

یہ تمام قلعے خلفائے راشدین کے زمانہ میں فتح ہوئے۔

حضور پاکؐ، صحابہ کرام کو باری باری بھیج رہے تھے۔ کہ قلعوں کی جنگ میں پہلے ایک دو حملے کر کے کمزور مقامات کو تلاش کیا جاتا ہے اور پھر بھرپور وار کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھرپور وار حضرت علیؓ کے حصے میں آیا۔ کہ انہوں نے خیبر کے در کو اکھاڑ دیا۔ اور مرحب کو چاروں شانے چت کر دیا۔

فتح مکہ کے وقت بھی حضرت علیؓ ایک دستے کی کمانڈ کر رہے تھے اور ایک الگ درے سے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ اور اسی طرح جنگِ حنین اور طائف کے محاصرہ میں بھرپور حصہ لیا۔ یعنی تبوک کی مہم کو چھوڑ کر حضور پاکؐ کے لشکر میں ایک دولہا کی طرح ہر مہم میں شرکت کی۔ بلکہ وادی القریٰ، بنوطے کے علاقے اور یمن کے علاقوں میں کئی مختار دستوں کی کمانڈ بھی کی۔

ذاتی جنگ یا میدانِ جنگ کی کسی کارروائی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کو جو کچھ عطا کیا۔ وہ اپنی قسم کی آپ ہی ایک عطا تھی کہ جنگِ حنین میں ایک سرخ اونٹ والا جس نے مسلمانوں کا بہت نقصان کیا، حضرت علیؓ کا ایک وار مشکل سے سہہ سکا۔ پہلے آگے جھپٹ کر آپ نے اس کے اونٹ کی کانچیں کاٹ دیں اور پھر ایک انصاری کی مدد سے اس کا سر قلم کر کے پرے پھینک دیا۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں جب باغی قبائل نے مدینہ شریف پر حملہ کیا تو حضرت علیؓ کے دستے نے باغیوں کو ذوقصہ تک بھگا دیا۔ اور پھر باغیوں کا قلع قمع آسان ہو گیا۔ اس کے بعد خلفائے راشدین کے زمانے میں حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بلکہ حضرت طلحہؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ پہلے دو خلفاء کے مشیر اعلیٰ تھے اس لئے جنگوں میں شرکت نہ کر سکے اور پھر حضرت علیؓ خلیفہ سوم کے مشیر بن گئے۔ خلیفہ سوم کی تمام فتوحات اور قرآن پاک کی اشاعت میں حضرت علیؓ نے ایک مشیر اعلیٰ کے طور پر کام کیا۔ کہ آپ کی اپنی خلافت کے زمانے میں جب حضرت عثمانؓ پر کچھ اعتراض کیا گیا تو حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو خاموش کر دیا کہ حضرت عثمانؓ کی ہر کارروائی ان کے مشورے سے ہوتی تھی۔ اور حضرت عمرؓ جب مدینہ شریف سے باہر جاتے تو اپنا نائب حضرت علیؓ کو مقرر کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کو خلافت کی چاہت بالکل نہ تھی۔ اور انہیں مجبوراً خلافت سنبھالنا پڑی کہ اسلام کے مرکز کو سہارا دینے کی ضرورت تھی۔ آپ نے صاف طور پر فرما دیا کہ وہ امارت کی بجائے مشاورت کو پسند کرتے ہیں اور دراصل بات بھی اس طرح تھی کہ حضور پاکؐ جس علم کے شہر تھے حضرت علیؓ اس کے دروازہ تھے تو کون ان کو مشورہ دے سکتا تھا۔

عظیم اور مدبر صحابی حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے ان کو مشورہ دیا کہ بہتر ہو گا کہ حضرت علیؓ حضرت

عثمانؓ کے عاملوں کو نہ ہٹائیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا جب مجھے معلوم ہی نہیں کہ وہ لوگ میرے ساتھ کتنی وفاداری کریں گے تو ان لوگوں کو اپنا عامل کیسے رکھ سکتا ہوں۔ حضرت مغیرہؓ لاجواب ہو گئے۔ لیکن پھر لقمہ دیا کہ کم از کم امیر معاویہؓ کو تو رہنے دیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اصول سب کے لئے ایک جیسے ہونے چاہئیں۔" اب ان حالات میں آپ کو کون مشورہ دے سکتا تھا۔

آپ کے بیٹے امام حسنؓ نے گزارش کی کہ آپ خلافت قبول نہ کریں جب تک تمام امراء اور دور دراز کے لوگوں سے پوچھیں سب امت آپ کی خلافت پر متفق ہو، تب خلافت قبول کریں۔ فرمایا۔" بیٹا! لوگ کبھی متفق نہ ہوں گے۔ اور اکثریت کو اللہ تعالیٰ نے جاہل قرار دیا ہے۔ پھر لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولیں گے۔ مجبوری ہے کہ اسلام کے مرکز کو سہارا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آمریت اور حاکمیت کو جاری کرنا ہے۔ اب اگر میں یہ خلافت قبول نہیں کرتا تو اور کون کرے گا۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) پہلے ہی انکار کر چکے ہیں۔

افسوس کہ امت نے حضرت علیؓ کو نہ تو اس زمانے میں سمجھا اور نہ اب کوئی صحیح تحقیق ہو رہی ہے انگریز مورخ جنرل جان گلب کہتا ہے کہ مسلمان مورخین نے جو کچھ خود بیان کیا ہے اور جو کچھ حضرت علیؓ کے مخالف بھی ان کے بارے میں کہتے ہیں تو انسان حیران ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے ایسی عظیم شخصیت کی امارت سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔

بات صحیح ہے کہ اس وقت نئی نئی حب دنیا اور خود غرضی مسلمانوں کے اندر داخل ہو رہی تھی۔ اور لوگوں نے افلاطون بننا شروع کیا ہوا تھا تو امت تفرقے کا شکار ہو گئی۔

حضرت عثمان اور حضرت علی (رضی اللہ عنہما) کی یہی بڑی عظمت ہے کہ ان حالات میں بھی راہ حق پر قائم رہے۔ کسی صحابی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ پہلے دو خلفائے راشدین کے زمانے کے حالات ٹھیک رہے۔ اب کیوں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ فرمایا " ان کے مشیر ہم تھے، ہمارے مشیر تم ہو"

افسوس کہ حضرت علیؓ کے اپنے زمانے میں جو جنگیں ہوئیں ان کو بھی نہ سمجھا گیا اور ان کی بھی کوئی تحقیق نہ کی گئی۔ جنگ جمل ایک حادثہ ہے اور خود حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ پشیمان ہوتے۔ اور میدان جنگ کو چھوڑ دیا۔ لیکن سازشی دونوں لشکروں میں موجود تھے اور پھر بھی جنگ ہو کر رہی۔ لیکن ہم نے سبق نہ سیکھا غلطی یہ تھی کہ اپنے اختلافات کو حضور پاکؐ کے حکم کے مطابق مسجد میں بیٹھ کر طے نہ کیا۔ اور سازشیوں یا منافقین کو نہ پہچان سکے۔ آج پاکستان میں ہم پھر اسی سازش کا شکار ہیں اور اپنے اختلافات کو بازاروں میں لے جاتے ہیں۔ ادھر قادیانی اور مغرب لابی یعنی سر سید کے پیروہ کام کر رہے ہیں جو حضرت علیؓ کے زمانے میں عبداللہ

بن سبا نے کیا۔

حضرت علیؓ انہوں کے خلاف جنگ بالکل نہ کرنا چاہتے تھے اور جنگ جمل اور جنگ صفین سے جتنا گریز کرنے کی انہوں نے کوشش کی، اس پر کئی مضامین لکھے جا سکتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک چلے گئے کہ آؤ، ابن سفیانؓ (معاویہؓ)، امت کو قتل سے بچائیں اور یہ فیصلہ میرے اور تیرے درمیان ہو جاتے۔

انگریز مورخ جان گلب جیران ہے کہ حضرت علیؓ جو اس وقت ساٹھ برس سے زیادہ عمر کے ہو چکے تھے۔ چالیس برس کے قریب کی عمر والے معاویہؓ کو مقابلہ میں بلا کر بڑا خطرہ مول لے رہے تھے۔ اب بے چارہ گلب حضرت علیؓ کی شان کو سمجھے البتہ امیر معاویہؓ اس چیز کو سمجھتے تھے اور وہ مقابلہ کے لئے نہ آئے۔ ان کو معلوم تھا کہ ان کے غلام کیبان کی طرح اللہ کا شیر ان کو گردن سے پکڑ کر گیند کی طرح کئی سو گز دور پھینک دے گا۔

اول تو ہر چیز میں مشیت ایزدی ہوتی ہے لیکن جنگ صفین اور امیر معاویہؓ کی مخالفت میں ایک راز تھا کہ خلافت حضور پاکؐ کے نواسوں اور اولاد علیؓ میں نہ رہنی تھی۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا کہ اپنے حبیبؐ کی اولاد کے دامن کو دنیاوی امارت سے داغ دار کرتا۔ اور سادات نے پھر بھی شاہ یا بادشاہ کہلانا تھا۔ کہ آج ہر سید کو ہم شاہ جی کہہ کر پکارتے ہیں۔

اگر ہم ان پہلوؤں کو سمجھ جائیں کہ خلافت حضرت علیؓ کو مل جانے کے بعد بھی ان کی اولاد میں نہ رہی تو ہم لوگوں کو پہلے تین خلفاء کی خلافت کو بھی اسی طرح بسر و چشم قبول کرنا چاہئے تھا جس طرح حضرت علیؓ نے کیا۔ تو امت کے کئی تفرقے مٹ جاتے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اصحاب ثلاثہ کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے دنیاوی امارت سے داغدار نہ کرنا تھا۔ کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ ابوبکر ثانی۔ یا عمر ثانی۔ یا عثمان ثانی نہیں پیدا ہو سکتے تھے۔

گو فتنہ حضرت عثمانؓ کے زمانے سے شروع ہوا اور حضرت علیؓ کے زمانے میں خارجی پیدا ہوتے جو آگے چل کر معتزلہ بن گئے۔ ادہر حضرت علیؓ کا گروہ پیدا ہوا جو اضافے کرتے کرتے شیعہ بن گئے اور آگے باطنیہ۔ امامیہ اور قرامطہ وغیرہ پتہ نہیں کتنے فرقے بن گئے۔ ادھر معتزلہ کے بعد جبریہ قدریہ اور معلوم نہیں کتنے فرقے بن کر لوگ اسلام سے دور ہوتے گئے۔

کیا وقت نہیں آگیا کہ تحقیق کر کے امت میں وحدت پیدا کی جائے۔ اور ہم پھر مسلمان بن جائیں۔

وما علینا الا البلاغ